www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

التفسير والتبيين

مولانا عزیز زبیدی

بِالْغَيْبِ

(۱) بِالْغَيْبِ (غیب کے ساتھ، غیب پر، پسِ پشت) اس کے دو معنے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا اور رسول کی بات صرف اس لیے برحق تسلیم کرنا اور ماننا کہ چونکہ اس نے فرمایا ہے ——— وہ بات ہمارے ادراک کے بس کا روگ ہو یا نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ سامنے ہوں یا غائب اور آنکھوں سے اوجھل ہو جائیں تو ہر حال میں ان کے ایمان و اسلام میں فرق نہیں آتا۔ ریاکار اور منافق کی طرح نہیں ہوتے کہ سامنے ہوں تو سبحان اللہ، پسِ پشت ہوں تو اعوذ باللہ۔ ان کی جلوت اور خلوت، ظاہر اور باطن میں پوری یکسانیت ہوتی ہے۔ اس باب میں وہ بڑے مخلص، پکے اور سچے ہوتے ہیں۔

وقال بعضهم يؤمنون بالغيب كما يؤمنون بالشهادة وليسوا كما قال تعالى عن المنافقين (وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا الآية)........

فعلى هذا يكون قوله بالغيب حالا اى فى حال كونهم غيبا عن الناس (ابن كثير)

ہمارے نزدیک یہ دونوں معنے صحیح ہیں۔

ایمان بالغیب کسی ذہنی بوجھ اور اندھیرے میں لاٹھی گھمانے کا نام نہیں بلکہ یہ طلب و جستجو کے لیے ایک مہمیز ہے۔ اس سے حضورِ قلبی کی کیفیت بھی نشوونما پاتی ہے اور لِيْ مَعَ اللّٰهِ (میرا اللہ میرے ساتھ ہے) کا احساس بھی بیدار ہوتا ہے جو بندۂ مومن کے لیے بہت بڑی معراج ہے۔ ہاں ایمان بالغیب کے اس مقامِ رفیع سے مناسبت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ صرف "عقلی استدلال" پر قناعت نہ کی جائے کیونکہ بعض اوقات یہ بجائے خود "حجابِ اکبر" بن جاتی ہے بلکہ چاہیئے کہ اس کے ساتھ ساتھ عقلِ نبوی، ذوقِ ایمانی اور نورِ عشق کی مشعلوں سے بھی استفادہ کیا جائے۔ اگر کوئی صاحب اس راہ میں صرف انہی پر قناعت کر سکتا ہے تو ضرور کرے کیونکہ اس سفرِ حیات کے لیے اصل زادِ راہ یہی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

چیزیں ہیں۔ ان سے نہ صرف حجابات کے پردے چاک ہوتے ہیں بلکہ ایک ایسی عالم شہود کی دولت بھی ہاتھ آجاتی ہے جو طمانیت و سکینت کے نزول کا باعث بنتی ہے۔

غیوب میں غائب ترین حقیقت کبریائی ذات باری تعالیٰ ہے اس کو تسلیم کر لینے کے معنے یہ ہیں کہ اس کی ذات اور کنہ کی ٹوہ میں پڑنے کی کوشش نہ کی جائے کیونکہ وہ اس سے وراء الوریٰ ہے کہ اس کا کوئی کما حقہٗ ادراک کر سکے۔ متکلمین نے اس سلسلہ میں جو بحثیں کی ہیں وہ محض فلسفہ زدہ لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے کی ہیں ورنہ ان کا عقیدہ صرف یہ ہے ۔

تو دل میں آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان خوش نصیب بندوں کی تعریف فرمائی ہے جو بعد میں آئے، اور پوری دلجمعی کے ساتھ ان تمام حقائق پر ایمان لائے جو آپ نے پیش فرمائے۔

"ایمان بالغیب" متقی بننے کے لیے اور قرآن حکیم سے استفادہ کرنے کے لیے اولیں شرط اور اساس کامل ہے اگر اس میں کوئی خامی رہ جائے تو اس کے بعد اس پر اونچی اور جیسی کچھ بھی عمارت کھڑی کی جائے گی، کچی، کمزور اور بے نتیجہ ثابت ہوگی۔ عجمیوں کے اختلاط سے فکر و عمل کی وہ ساری عمارت ہوئی جس پر عشق پر دوش تسلیم و رضا کی عمارت قائم تھی۔ حکمت قرآنی کی جگہ عجمی حکمت و فلسفہ پر اعجاب ہوا جس کی وجہ سے "ایمان بالغیب" کی ان اقدار کو سخت نقصان پہنچا جن پر ہمارے روحانی مستقبل کا انحصار تھا۔ بلکہ مسلم تنزل اور ادبار و نکبت کا آغاز اس وقت ہوا جب ایمان بالغیب کے سلسلہ میں ان کے قلب و نگاہ میں عقلی بے اطمینانی کو بار ملنے لگا۔ الغرض سے ایمان کی اساس اولیں "ایمان بالغیب" پہ ہے جب عقل عیار کا تیر چلا، ایمان کی معصومیت اور تسلیم و رضا کو شدید نقصان پہنچا۔

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ، اور نماز پڑھتے ہیں،

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ

(۱) وَيُقِيمُونَ (اور قائم کرتے ہیں) يُقِيمُونَ، اقامہ سے بنا ہے۔ اقامہ کے معنی کسی شے کو سیدھا کھڑا کرنے کے ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کو اس کے مناسب حال سیدھا کھڑا کیا جاتا ہے، اس شے کا ہر جز اپنی قدرتی وضع پر آجاتا ہے۔ ساتھ ہی آپ یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ یہ سیدھا کھڑا ہونا، شے سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور وہ شیئے کی اپنی قامت پر یوں فٹ ہے کہ، چیز سے الگ آپ اس کو تشخص بھی نہیں کر سکتے۔ نماز کو قائم کرنے کے یہ معنے ہیں کہ:

(۱) ویسے ادا کی جائے جیسے چاہیئے یعنی وہ صرف نشست و برخاست کا ایک سلسلہ محسوس نہ ہو بلکہ اس سے ذاتِ کبریا کے بابِ عالی پر ایک غلام کی حاضری مترشح ہوتی ہو، اُس کا خارجی مرقع اور نمونہ، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاک نماز تھی، جس شخص نے ویسی نماز پڑھی، اُس نے واقعتہً نماز قائم کی۔

(ب) نماز قائم کرنے کا ایک پہلو یہ ہے کہ، نماز برپا کی جائے کہ خارج میں بھی اس کے انگ انگ سے نماز کی حیا اور وفا ٹپکتی ہو، اور ایک ایسا معاشرتی نظام قائم کیا جائے جس کے ماحول میں نماز اجنبی نہ رہے، ماحول سے کٹ کر ادا نہ ہو، بلکہ نماز ساز گار ماحول کی ایک قدرتی ادا بن جائے۔ یقین کیجئے! نمازی کی جو نماز اس کی "قامتِ حیات" کی ایک قدرتی و منحنی بن کر اُبھرتی ہے، وہ اس کی قامتِ حیات کا جزو لاینفک بن جاتی ہے، اس لیے مسجد کے باہر بھی ساری روئے زمین اس کو خانۂ خدا محسوس ہوتی ہے، اور وہ جہاں اور جس حال میں بھی ہوتا ہے وہ اپنے کو اس کے حضور میں پاتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ (وہ جو اپنی نماز پر قائم ہیں، المعارج ع۱) کا پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ قائم تبھی کہلائے گا، جب خارج میں بھی انہی مکارمِ حیات اور نوامیس کا حامل رہے گا، جو نماز میں انسان ملحوظ رکھتا ہے۔ ورنہ مداومت اور قائم رہنے کے کچھ معنی نہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کی سچی تصویر لفظوں میں پیش کرنا آسان نہیں ہے، تاہم مختصراً یہ ہے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اذان کی آواز سنتے ہی، گھر سے اُٹھ کر یوں چل دیتے جیسے آپ اُن کو پہچانتے ہی نہیں (احیاء العلوم) جب نماز پڑھتے تو محویت کا عالم دیدنی ہوتا، سوز و گداز، خشوع و خضوع، تبتل، تضرع اور قنوت کا رنگ چھا جاتا۔ یوں کھڑے ہوتے جیسے ایک عاجز مسکین بندہ اپنے آقا کے حضور کھڑا ہو۔ ہر طرف سے کٹ کر صرف رب کے دھیان میں یکسو ہو جاتے، آہ و زاری اگریہ لبکا جیسی دلدوز کیفیات کا رنگ طاری ہو جاتا۔

حضرت عبداللہ بن شخیر فرماتے ہیں کہ،

"دیکھا تو آپ نماز میں مشغول ہیں، آنکھوں سے نیر جاری ہیں، روتے روتے ہچکی بندھ گئی ہے، سینہ کی کیفیت یہ ہے، جیسے اندر کوئی چکی چل رہی ہو یا کوئی ہانڈی اُبل رہی ہو" (ترمذی، ابوداؤد باب البکاء فی الصلوٰۃ اللیل) اخلاص کا یہ عالم تھا کہ خدا کے سوا اور کوئی چیز ملحوظ نہ تھی۔ نماز کی ادائیگی ایک آئینی تقاضا پورا کرنے والی بات

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

نہ تھی بلکہ یہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور سکون قلب کا ایک ذریعہ تھی (قرۃ عینی فی الصلوٰۃ)

تصویر نماز

قبلہ رو ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھاتے۔ پھر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینہ پر باندھتے اور تھوڑے سے سکتہ کے بعد "سُبْحٰنَكَ، اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ، کبھی "اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ...... اللّٰهم انت الملك لا اله الا انت وانا عبدك کبھی الله اكبر كبيرا الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا وسبحان الله بكرة واصيلا، اور کبھی الله اكبر الله اكبر لا اله الا انت سبحان الله وبحمده، سبحان الله وبحمده پڑھتے۔

پھر اعوذ بالله من الشيطان الرجيم کبھی اس کے ساتھ من نفخه ونفثه وهمزه اور کبھی: همزه ونفخه ونفثه کا اضافہ فرما کر تعوذ پڑھتے۔

پھر سورہ فاتحہ پڑھتے۔ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے، رب العلمین پر وقف فرماتے، پھر الرحمٰن الرحیم پر ٹھہرتے، پھر ملك يوم الدين پڑھتے، ٹھہر ٹھہر کر خوبصورت لہجہ کے ساتھ جیسے کوئی کسی خاص موتی میں کرتا ہے کہ اُسے دوسرا دھیان ہی نہیں ہے، ولا الضالين کے بعد "آمین" کہتے پھر کوئی سورت پڑھتے، کبھی لمبی سے لمبی، کبھی وسط درجہ کی اور کبھی اس سے بھی مختصر، سورت کے درمیان یا آخر سے اُچک کر کوئی ٹکڑا نہیں پڑھتے تھے، بلکہ شروع سے پڑھتے، پوری پڑھتے یا کچھ ایک رکعت میں اور بقیہ دوسری رکعت میں مکمل کرتے۔ کبھی ایک ہی سورت کو دوبارہ دوسری رکعت میں پڑھتے اور کبھی دو سورتیں ایک ہی رکعت میں پڑھتے تھے۔ فجر کی نماز میں سب سے لمبی قرأت فرماتے تھے۔ جہری میں جہر سے، سری میں چپکے سے پڑھا کرتے تھے۔ یا کبھی کبھار سری میں بھی سنانے کے لیے ایک آدھ آیت اونچی آواز سے پڑھ لیتے تھے، جمعہ میں سورۂ جمعہ و منافقین اور کبھی سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ تلاوت فرماتے اور عیدین میں سورت قٓ اور سورت اقترب الساعۃ پڑھا کرتے تھے ـــــ سورۃ کے بعد الله اکبر کہتے ہوئے رکوع میں گر جاتے اور انگلیاں پھیلا کر دونوں گھٹنوں کو پکڑ لیتے، دونوں پہلوؤں سے بازو الگ، پشت پوری طرح دُہری مگر ہموار رکھتے، سر پشت کے برابر رکھتے اور پھر یوں پُرسکون ہو رہتے جیسے آپ کا دل لگ گیا ہو، پھر سبحان ربی العظیم، کبھی سبحان ربی العظیم وبحمده، کبھی سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفر لی، کبھی سبوح قدوس

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

رب الملٰئکۃ والروح، کبھی اللّٰھم لک رکعت وبک اٰمنت ولک اسلمت وعلیک توکلت انت ربی خشع قلبی وسمعی وبصری ودمی ولحمی وعظمی وعصبی للہ رب العالمین اور کبھی سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ پڑھتے تھے قیام جتنا لمبا یا چھوٹا ہوتا تھا، اسی کے مطابق۔ رکوع بھی کرتے تھے۔

اس کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے سر اٹھاتے، اور سیدھے ہو کر اطمینان کرتے، جیسے یہاں آپ کا دل لگ گیا ہو۔ اس حال میں ربنا لک الحمد کبھی اللّٰھم ربنا لک الحمد ملء السمٰوات وملء الارض وملء ما شئت من شیئ بعد اھل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد کبھی اس پر یہ زیادہ فرماتے: اللّٰھم طھرنی بالثلج والبرد والماء البارد اللّٰھم طھرنی من الذنوب والخطاء کما ینقی الثوب الابیض من الوسخ اور نماز تہجد میں لربی الحمد لربی الحمد پڑھا کرتے تھے اور یہ رکوع کے بعد کا یہ قیام (قومہ) اتنا لمبا ہوتا جیسے کھڑے ہو کر آپ سجدہ میں جانا بھول گئے ہیں۔

پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جاتے پہلے گھٹنے رکھتے، پھر ہاتھ رکھتے، سجدہ میں ماتھا، ناک دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں ٹیکتے تھے۔ بازو، پہلوؤں سے دور رکھتے، کہنیوں کو کھڑا رکھتے، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہوتا۔ سجدہ جم کر اور اطمینان سے کرتے، سجدہ میں یہ پڑھتے: سبحان ربی الاعلٰی کبھی وبحمدہ کا اضافہ کرتے، کبھی اللّٰھم لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت سجد وجھی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ تبارک اللہ احسن الخالقین کبھی سبحانک اللّٰھم وبحمدک اللّٰھم اغفرلی، کبھی سبوح قدوس رب الملٰئکۃ والروح، کبھی اللّٰھم اغفر لی ذنبی دقہ وجلہ واولہ وآخرہ وعلانیتہ وسرہ، کبھی اللّٰھم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذ بک منک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک پڑھا کرتے تھے۔ سجدہ قیام کے مناسب حال لمبا ہوتا تھا، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھاتے، بایاں پاؤں بچھا کر [illegible] اور اس حال میں یہ پڑھتے: اللّٰھم

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اغفرلی وارحمنی واجبرنی واھدنی وارزقنی وعافنی، اور کبھی صرف اللّٰھم اغفرلی پڑھتے تھے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے حسب سابق دوسرا سجدہ فرماتے، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے، گھٹنوں کو پکڑ کر پاؤں پر سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ پھر حسب سابق دوسری رکعتیں ادا کرتے تھے۔ تین اور چار رکعتوں کی صورت میں، التحیات کے لیے بیٹھتے اور عبدہ ورسولہ تک پڑھ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھتے اور باقی رکعتیں ادا فرماتے، لیکن اب فرضوں میں فاتحہ کے بعد سورۃ نہیں پڑھتے تھے، ان سنن حسب سابق ادا فرماتے۔ آخری التحیات میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا کرتے، پھر دونوں جانب سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے۔

ظہر میں چار فرض، ان سے پہلے چار اور بعد میں دو سنتیں۔ عصر میں فرضوں کے بعد دو۔ مغرب میں فرضوں کے بعد دو، عشاء میں بعد میں دو سنتیں اور وتر اور فجر میں پہلے دو سنتیں پڑھتے تھے۔ رات کو تہجد دس نوافل اور ایک وتر، کبھی بارہ نوافل اور ایک وتر پڑھا کرتے تھے۔ نماز اور سلام سے پہلے دعا تو آپ سے مروی ہے لیکن سلام کے بعد دعا مانگنا آپ کا دستور نہیں تھا۔ (کتاب الصلوٰۃ ابن القیم صـ۲۰۴ تا آخر)

۲۔ اَلصَّلٰوۃ (نماز) صلوٰۃ کے اصل معنے دعا کے ہیں کیونکہ یہ سراپا ایک ادائے پکار ہے۔ کھڑے ہو کر جھک کر اور اس کے حضور منہ کے بل گر کر نمازی اسے پکارتا ہے، نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہے اور نماز کے جتنے روپ اور پہلو ہیں، بدل بدل کر زبانِ حال سے واضح کرتا ہے کہ الٰہی! اپنی زندگی کے ہر رنگ اور ہر پہلو میں تیرا ہی رہوں گا۔ تیرے ہی گن گاؤں گا اور تیری ہی رضا اور منشا کو سدا ملحوظ رکھوں گا۔

حضرت امام ابن تیمیہؒ پر خدا صد ہا رحمتیں کرے، لکھتے ہیں کہ اس نماز سے مراد، فرضی نماز بھی ہے اور نفل بھی، کبھی اس سے غرض یاد الٰہی بھی ہوتی ہے، وہ الفاظ سے ہو یا ادا سے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب تک آپ اللہ کو یاد کرتے ہیں آپ نماز میں ہی ہوسکتے ہیں۔

فان الصلوٰۃ ایضا تعم الصلوٰۃ المفروضۃ والتطوع وقد یدخل فیھا کل ذکر اللہ اما لفظاً او معنا، قال ابن مسعودؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادمت تذکر اللہ فانت فی صلوٰۃ (الاقتضاء صـ۸)

ادا اور معنی میں ذکر اللہ ہو یا نہ ہو گی، جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

خیار عباد اللہ اذا رُءوا ذُکر اللہ (مسند احمد، شعب الایمان) اللہ کے بندوں میں سے بہترین وہ بندے ہیں، جن کے دیکھے خدا یاد آجائے۔"

یہ نماز متقیوں کی دوسری نشانی اور قرآن حکیم سے استفادہ کرنے کے لیے شرطِ ثانی ہے۔ جو لوگ اس [میں] خام ہوتے ہیں وہ صحیح متقی نہیں بن سکتے، نہ وہ قرآن حکیم سے مستفید ہوسکتے ہیں اور نہ فہم قرآن کی اُن کے [لی]ے ارزانی ممکن رہتی ہے، چونکہ ملکی دستور ساز اداروں میں نمائندوں کی اکثریت عموماً بے نماز ہوتی ہے۔ [اس] لیے قرآنِ حکیم کی ترجمانی اور اس سے استفادہ کرنے میں عموماً ناکام ہی رہتے ہیں۔ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ [تر]ک نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہونے کا اندیشہ ہے — اس لیے توحید کے بعد سب سے پہلی چیز جس کا اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا، وہ یہی نماز ہے (سورۂ مدثر ۲) کیونکہ توحید کا تحفظ اس کے بغیر ممکن نہیں ہے اور نہ پانچ وقت رب کے حضور حاضری دینے کے سوا کوئی شخص حاملِ قرآن رہ سکتا ہے۔ وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ (الاعراف)

الغرض: علماء نے لکھا ہے کہ یہی وہ عبادت ہے جو کسی شخص سے کسی حال میں بھی ساقط نہیں ہوتی، کھڑے [ہ]و کر نہیں تو بیٹھ کر ہی سہی، بیٹھ کر نہیں تو لیٹ کر ہی سہی، بول نہیں سکتے تو اشاروں سے ہی سہی، کہیں [ٹھ]ہر کر نہیں پڑھ سکتے تو چلتے ہوئے سہی، سخت خطرہ ہے تو سواری پر سہی جدھر رخ بن پڑے ادھر کو سہی، [ب]ہرحال نماز کسی حال میں معاف نہیں، اس کے باوجود جو نہیں پڑھتے، اُن کا انجام سخت خطرے میں ہے۔

یہ ملحوظ رہے کہ، علماء لکھتے ہیں يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَأَنذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (مدثر ع ۱) میں "وربّك فكبّر" سے مراد نماز ہے گویا کہ بعثت کے ساتھ یہ بھی فرض کی گئی تھی، چونکہ کفار کا ڈر تھا اس لیے تین سال تک چھپ کے پڑھی جاتی رہی، اس لیے عام نہ ہوسکی، ہاں اب نماز کی جو شکل ہے وہ اس کی ترقی یافتہ شکل ہے، پہلے، بالکل ابتدائی درجہ میں تھی، مثلاً رات کو غیر موقت نماز، پھر صبح و شام وغیرہ

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ

اور جو کچھ ہم نے اُن کو دے رکھا ہے اس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔

(۱) مِمَّا (اس چیز میں سے)، یہ اصل میں دو حروف ہیں، مِنْ (سے)، اور مَا (چیز)، یہ ترکیب ولِلّٰہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اختیار کی جاتی ہے جہاں سب کچھ ملحوظ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں سے کچھ ہوتا ہے۔ یعنی سارا نہیں بلکہ سارے میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں، باقی رہا کہ وہ کچھ کیا ہوتا ہے اور اس کی حد کیا مقرر کی جاسکتی ہے؟ تو فرضی زکوٰۃ میں اس آمدنی کا چالیسواں حصہ ہے جو سال بھر محفوظ رہے اور زکوٰۃ کے علاوہ زیادہ سے زیادہ ⅓ حصہ ہے، خدا کے ہاں یہ مقدار کثیر ہے۔ اس کی نگاہ آپ کی حقیر "تحفے" پر نہیں، اس دل اور جذبہ پر ہے جو محبوب رحق کی راہ میں لٹ جانے کو پالینا تصور کرتا ہے۔

(۲) رَزَقْنٰهُمْ: اُن کو ہم نے دیا، رزق کے معنے، فیضان، مقرر حصہ، روزی، بارش سبھی آتے ہیں۔ جتنا اور جیسا کچھ کسی کے حصہ میں ہے وہ سب رزق ہے۔ علوم و معارف اور ملکات بھی "الرزق" میں داخل ہیں۔ کیونکہ انسان کچھ بھی گھر سے نہیں لایا، جو کچھ اس کے پاس ہے، سب اس کی عطا، دین اور بخشش ہے۔

(۳) يُنْفِقُوْنَ: خرچ کرتے ہیں، اس انفاق میں، ہر وہ سرمایہ آجاتا ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ وہ سرمایہ مادی ہو یا روحانی، مالی ہو یا فنی — مالی کی طرف ذہن اس لیے زیادہ جاتا ہے کہ اکثر کسی نہ کسی درجہ اور رنگ میں دوسرے سلسلے ملحوظ جاری ہی رہتے ہیں، لیکن مالی انفاق کا سلسلہ اتنا عام نہیں ہے اور جتنا ہے اس کی کیفیت دوسرے درجے سے بالکل مختلف ہے۔ مالی میں جو دینا ہوتا ہے وہ دے ہی دینا ہوتا ہے، وہ اپنے پاس نہیں رہتا۔ رہے باقی سلسلے، وہ روحانی ہوں یا فنی؟ اُن کا تعلق تعلیم و تربیت سے ہوتا ہے، وہ جتنا بھی کوئی کرے، وہ کم نہیں ہوتے، بلکہ مزید بڑھتے ہیں اس لیے مالی انفاق بڑے ایثار کی بات ہے، دوسروں کو کمی کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ ہاں کم ظرفی اور تنگ نظری کی بات اور ہے — بہرحال جو بھی دولت رب نے دی ہے۔ وہ رب کی ہی ہے۔ اس کو محض اس کی رضا کے لیے خرچ کرنا متقیوں کی دوسری نشانی ہے۔ اور قرآن سے کسب فیض کرنے کے لیے تیسری شرط ہے۔ مال دار مال خرچ کریں، اہلِ علم، علم عام کریں، اہل دل، خلقِ خدا کے مُردہ دلوں کی فکر کریں، با اثر خدا کا بول بالا کرنے کے سامان کریں۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ مِنَ الْمَالِ وَالْعِلْمِ والجاہ يُنْفِقُوْنَ۔ ایاها فی المنیر (تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن) — اگر یہ چاروں سلسلے اُٹھ کھڑے ہوں، تو ملک و ملت کی تقدیریں جاگ اٹھیں، اور دُنیا کے ساتھ اُن کی آخرت بھی کامیاب رہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ